

رمضان کی حقیقت

(۱)

یہ مادی عالم جس طرح مادی نظام اور قانون کا پابند ہے، خدائے پاک نے عالمِ روحانی میں بھی اسی قسم کا ایک اور نظام، قانون اور علل و اسباب کا سلسلہ قائم کر رکھا ہے۔ جس یقین کے ساتھ آپ یہ دعویٰ کر سکتے ہیں کہ زہر انسان کے لیے قاتل ہے، اسی لیے یقین کے ساتھ طبِ روحانی کا واقف کار کہتا ہے کہ گناہ انسان کی روح کو قتل کر دیتا ہے۔ پیغمبرِ فیضانِ نبوت کے قبول کے لیے اپنی روح میں کس طرح استعداد پیدا کرتا ہے، دنیا میں کب مبعوث ہوتا ہے، معجزات کا ظہور اس سے کن اوقات میں ہوتا ہے، اور اپنے دعویٰ کو وہ کس طرح پیش کرتا ہے، انکار و مزاحمت پر وہ کیونکر مہاجرتِ الی اللہ کرتا ہے، اور ان میں سے ہر ایک چیز مرتب اور منظم قواعد کے مطابق بہ ترتیب ظہور میں آتی ہے۔ قرآن مجید میں تیرہ مقام پر ”سننتہ اللہ“ کا لفظ آیا ہے، لیکن ان میں زیادہ تر اسی روحانی نظام و ترتیب کی طرف اشارہ ہے۔

فلسفہٴ تاریخ جس طرح سیاسی واقعات کی تکرار اور حوادث کے بار بار اعادہ سے اصول اور نتائج تک پہنچ کر ایک عام تاریخی قانون بنا لیتا ہے، بعینہٴ اسی طرح انبیاءِ علیہم السلام کے سوانح اور تاریخیں بھی اپنے واقعات کے بار بار اعادہ سے خصائصِ نبوت کا اصولِ قانون ہمارے لیے مرتب کرتی ہیں۔

پیغمبرانہ تاریخ کے ان ہی اصول و قوانین میں سے ایک یہ ہے کہ نبی جب اپنے کمالِ انسانیت کو پہنچ کر فیضانِ نبوت کے قبول اور استعداد کا انتظار کرتا ہے، تو وہ ایک مدت تک کے لیے عالمِ انسانی سے الگ ہو کر ملکوتی خصائص میں جلوہ گر ہوتا ہے۔ اسی وقت سے اس کے دل و دماغ میں وحیِ الہی کا سرچشمہ موجیں مارنے لگتا ہے۔ کوہِ سینا کا پُر جلال پیغمبر (حضرت موسیٰ) جب توراہ لینے جاتا ہے تو چالیس شبانہ روز بھوکا اور پیاسا رہتا ہے۔ کوہِ سعیر کا مقدس آنے

والا (حضرت عیسیٰ) اس سے پہلے کہ اس کے منہ میں انجیل کی زبان گویا ہو، وہ چالیس روز و شب بھوکا اور پیاسا رہا۔ اسی طرح قاران کا آتشیں شریعت والا پیغمبر (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) نزولِ قرآن سے پہلے پورے ایک مہینہ حراء نامی مکہ کے ایک غار میں ہر قسم کی عبادتوں میں مصروف رہتا ہے، اور بالآخر اسی اثناء میں ناموس اکبر اِقْرَاءَ بِلِسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ کا مژدہ جاغزاء لے کر نمودار ہوتا ہے۔

یہ واقعہ کس ماہ مبارک کا تھا؟

عَنْهُوَ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ (البقرة ۲ :) رمضان کا وہ مہینہ جس میں قرآن اترا۔

یہ کس شب اقدس کی داستان ہے؟

إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَتِهِ مُبَارَكَةٍ (الدخان ۴۳ : ۳) ہم نے قرآن کو ایک برکت والی رات میں اتارا۔

اس مبارک شب کو ہم کس نام سے جانتے ہیں؟

إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَتِهِ الْقَلْبِ (القدر - ۱) ہم نے قرآن کو شبِ قدر میں اتارا۔

ان آیتوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ رمضان وہ مقدس مہینہ ہے جس میں قرآن سب سے پہلی بار دنیا میں نازل ہوا، اور پیغمبر امی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عالم کی رہنمائی اور انسانوں کی دیکھیری کے لیے دستور نامہ الہی کا سب سے پہلا صفحہ عنایت کیا گیا۔ قرآن کا حامل اور اس وحی الہی کا جبط ان دنوں ایک غار کے کونے میں یکہ و تنہا بھوکا اور پیاسا رہتا تھا۔ اس بناء پر اس ماہ مقدس میں بھوکا اور پیاسا رہنا (روزہ) کسی عبادت گاہ میں یکہ و تنہا رہنا (اعتکاف) نزول وحی کی رات میں (لیلتہ القدر) بیدار و سر بھجود رہنا، تمام پیروانِ محمدی کے لیے ضروری تھا کہ۔

إِن كُنْتُمْ تَعْبُونَ اللَّهَ فَلَاتَتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ (آل عمران - ۳)

اگر تم خدا کو پیار کرتے ہو تو میری پیروی کرو، خدا تمہیں پیار کرے گا۔

اس سے واضح ہوتا ہے کہ روزہ، اعتکاف اور لیلۃ القدر کی حقیقت اسلام میں کیا ہے، اور رمضان مبارک میں روزوں کی تخصیص اسلام میں کس بناء پر ہے۔ اس لیے اس ماہ اقدس میں بقدر امکان ان ہی حالات و جذبات میں مکیت ہونا چاہیے، جس میں وہ حاملِ قرآن مکیت تھا، تاکہ وہ دنیا کی ہدایت یابی، اور رہنمائی کی یادگار تاریخ ہو۔ یہ کیفیات و حالات جن کو قرآن کے

مبلغ کی پیروی میں ہم اپنے اوپر طاری کرتے ہیں، یہی اس ہدایت کے ملنے پر ہماری شکر گزاری اور خدا کی بڑائی ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ اس روزہ کی فرضیت سے سب سے پہلا مقصد انبیاء علیہم السلام کے ان متبرک و مقدس ایام کی تقلید اور پیروی ہے۔ یہودی بھی حضرت موسیٰؑ کی پیروی میں ۴۰ دنوں کا روزہ مناسب، اور صرف چالیسویں دن کا روزہ فرض سمجھتے ہیں۔ عیسائیوں کو بھی حضرت عیسیٰؑ کی تقلید اور پیروی میں یہی چاہیے تھا، مگر انہوں نے پال کی پیروی میں جیسے حضرت عیسیٰؑ کے اور احکام و سنن کی اتباع نہیں کی، اس کی بھی نہ کی۔ اسی طرح مسلمانوں کو بھی یہ حکم ہوا کہ وہ اپنے رسولؐ کی پیروی میں یہ چند دن اسی طرح گزاریں، چنانچہ فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ۔

(البقرہ: ۲)

اے مسلمانو! جیسے تم سے پہلے لوگوں پر (ان کے رسولوں کی پیروی اور ہدایت ملنے کے شکر یہ میں) روزہ فرض کیا گیا تھا، تم پر بھی فرض کیا گیا۔

دین الہی کی تکمیل، نبوت کے اختتام، اور تعلیم محمدی کے کمال کی یہ بھی بڑی دلیل ہے کہ گذشتہ امتوں نے اپنے اپنے پیغمبروں کی تقلید اور پیروی کے جس سبق کو چند ہی روز میں بھلا دیا، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لاکھوں اور کروڑوں امت اس کو اب تک یاد رکھے ہوئے ہے، اور اپنے رسولؐ کی پیروی میں وہ بھی ایک مہینہ تک اسی طرح دن کو کھانے پینے اور دوسری نفسانی خواہشوں سے اپنے کو پاک رکھتی اور ملکوتی زندگی بسر کرتی ہے۔

یہ روزہ انبیاء علیہم السلام کی صرف پیروی اور تقلید ہی نہیں، بلکہ درحقیقت اللہ تعالیٰ کے اس عظیم الشان احسان کا، جو اس نے پیغمبر صادق کے ذریعہ انسانوں پر کیا، شکر یہ ہے اور اس کی احسان شناسی کا احساس ہے۔ وہ کتاب الہی، وہ تعلیم ربانی، وہ ہدایت روحانی، جو ان ایام میں انسانوں کو عنایت ہوئی، جس نے ان کو شیطان سے فرشتہ اور ظلماتی سے نورانی بنایا، پستی و ذلت کے عمیق غار سے نکال کر ان کو اوج کمال تک پہنچایا، ان کی وحشت کو تہذیب و اخلاق سے، ان کی جہالت کو علم و معرفت سے، ان کی نادانی کو حکمت و دانائی سے، اور ان کی تاریکی کو بصیرت اور روشنی سے بدل دیا، جس نے ان کی قسمتوں کے پانسے الٹ دیئے اور فضل و دولت اور خیر و برکت کے خزانوں سے ان کے کاشانوں کو معمور کر دیا، جس نے ذرہ بے مقدار کو آفتاب اور مشتِ خاک کو ہمدوشِ ثریا بنا دیا، قرآن پاک اپنے ان الفاظ میں اسی حقیقت کی طرف

اشارہ کرتا ہے۔ ”اور (یہ رمضان کا روزہ) اس لیے (فرض ہوا) تاکہ تم اللہ کی بڑائی کرو کہ تم کو اس نے ہدایت دی اور تاکہ تم اس کا شکر یہ ادا کرو۔“

اس ہدایت ربانی اور کتاب الہی کے عطیہ پر شکر گزاری کا یہ رمز اشارہ ہے کہ اس مہینہ کی راتوں میں مسلمان اس پوری کتاب کو نمازوں (تراویح) میں پڑھتے اور سنتے ہیں اور اس مہینہ کے خاتمہ پر اللہ اکبر! اللہ اکبر! کا ترانہ بلند کرتے ہوئے عید گاہوں میں جاتے اور خوشی و مسرت کے دلولوں کے ساتھ عید کا دوگانہ شکر ادا کرتے ہیں۔

(سید سلیمان ندوی، سیرۃ النبیؐ، جلد پنجم صفحہ ۲۶۶-۲۶۸، ۲۸۸-۲۸۹)

(۲)

رمضان کے مہینہ کو اللہ تعالیٰ نے روزوں کے لیے کیوں منتخب فرمایا؟ اس انتخاب کی حکمت اس طرح واضح کی گئی ہے کہ یہی مبارک مہینہ ہے جس میں دنیا کی ہدایت کے لیے قرآن کے نزول کا آغاز ہوا۔ اس ہدایت کے متعلق فرمایا کہ یہ ہدایت بھی ہے اور اس میں ہدایت اور فرقان کی بینات بھی ہیں۔ یعنی یہ صراطِ مستقیم کی رہنمائی کے ساتھ ساتھ عقل کی رہنمائی اور حق و باطل کے درمیان امتیاز کے لیے وہ واضح اور قاطع جہتیں بھی اپنے اندر رکھتی ہے جو کبھی کہنے ہونے والی نہیں ہیں۔ بینات سے مراد واضح دل نشین اور ہر الجھن کو دور کر دینے والے براہین و حجج ہیں۔ قرآن صرف حلال و حرام بتانے کا ضابطہ ہی نہیں ہے، بلکہ حجج و بینات کا بھی نہ ختم ہونے والا خزانہ بھی ہے۔ اس وجہ سے یہ رہتی دنیا تک عقلِ انسانی کی رہنمائی کے لیے کافی ہے۔

اس عظیم نعمت کی شکر گزاری کا تقاضا یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اسی مہینے کو روزوں کے لیے خاص فرمایا تاکہ بندے اس میں اپنے نفس کی خواہشات اور شیطان کی ترغیبات سے آزاد ہو کر اپنے رب سے زیادہ سے زیادہ قریب ہو سکیں اور اپنے قول و فعل، اپنے ظاہر و باطن اور اپنے روز و شب، ہر چیز سے اس حقیقت کا اظہار و اعلان کریں کہ خدا اور اس کے حکم سے بڑی ان کے نزدیک اس دنیا کی کوئی چیز بھی نہیں ہے۔

غور کرنے والے کو اس حقیقت کے سمجھنے میں کوئی الجھن نہیں پیش آسکتی کہ خدا کی تمام نعمتوں میں سب سے بڑی نعمت عقل ہے اور عقل سے بھی بڑی نعمت قرآن ہے۔ اس لیے کہ عقل کو بھی حقیقی رہنمائی قرآن ہی سے حاصل ہوتی ہے۔ یہ نہ ہو تو عقل سائنس کی ساری دور